



## سوال

(01) معانی قرآن

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ قرآن کے دو معانی ہوتے ہیں ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ ظاہری معنی تو ہر صاحب علم سمجھ سکتا ہے لیکن باطنی کو کسی امام و پیشوا کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا اس لیے کسی امام کی تقلید لازمی ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

قرآن حکیم کے معنی کی ظاہری اور باطنی تقسیم کا مطلب اگر یہ ہے کہ ایک معنی وہ ہے جو قرآن کے الفاظ مبارکہ سے لغت کے اعتبار سے سمجھ میں آتی ہے اور دوسری وہ ہے جو اشارہ یا اقتضاء یا دلالت معلوم ہوتی ہے یعنی اس میں استنباط و استخراج کو دخل ہے یا اس میں ان الفاظ کے حقائق شرعیہ (حقائق لغویہ) کا علم ہونا ضروری ہے تو یہ تقسیم درست ہے لیکن ان معانی کو جاننے کے لیے اہل علم کے لیے آخر تقلید کیونکر ضروری ہے؟ اہل دنیا کی یہ ذہنیت بن چکی ہے کہ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار نہیں، استنباط و استخراج کے لیے اصول و قواعد مستنبط کیے گئے ہیں اصول روایت و اصول درایت وضع ہو چکے ہیں ایک صاحب علم کے لیے ان قواعد و اصول کو مد نظر رکھ کر مسائل و معانی کے استخراج میں کوئی بھی مشکل درپیش نہیں آسکتی، دیکھیں فقہ کی کتب میں کتنے ہی مسائل کے اجزاء مرقوم ہیں اور مسائل کی تفریح در تفریح موجود ہے اور تمام مقلدین ان پر آمنا و صدقاً کہہ کر بیٹھے ہیں اور ان کی قوت استنباط و استخراج کے قائل ہیں۔

مثلاً صاحب ہدایہ وغیرہ۔ اب خدا را انصاف کے ساتھ بتلئے کہ کیا یہ بھی مقلد ہیں۔

لپنے آپ کو کہتے تو مقلد ہیں مگر اس قسم کی تفریح اور تخریج کا مقلد سے کیا تعلق؟ مقلد کو تو علم ہی نہیں بلکہ اس کا تو فرض ہے کہ اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے باقی اس پر اشارہ یا اقتضاء وغیرہ با طریق سے تفریح یا استخراج قطعاً اس کے دائرہ عمل سے خارج ہے۔ اس طرح حقائق شرعیہ کا اور کتاب و سنت کا پورے انہماک کے ساتھ تتبع اور کتب حدیث کا دل کی چاہت کے ساتھ مطالعہ ہو سکتا ہے اس کے لیے کسی امام یا پیشوا کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں ہے باقی اگر تقسیم کا مطلب یہ ہے کہ الفاظ قرآنیہ کا کوئی ایسا مطلب و معنی ہے جو قواعد وغیرہ کے ماتحت بالکل نہیں، یعنی اس کے حصول کے لیے کسب کی ضرورت نہیں تو ایسا مطلب و معنی بالفاظ دیگر الہام ہونے اور الہام وہی معتبر ہے جو شریعت کے موافق ہو باقی وہ الہام جو کتاب و سنت کے معارض ہے وہ قطعاً قابل اعتبار نہیں، اس کے علاوہ ایسا الہام کوئی ان ائمہ کے ساتھ مخصوص نہیں جن کو عوام کا لانعام نے زبردستی اور جبر آپنا قائد و رہبر بنا رکھا ہے اور ان کی غیر مشروط اطاعت لپنے اوپر لازم قرار دے دی ہے۔ مطلب کہ اگر ایسی کوئی وہی یا الہامی معنی و مطلب کسی خدا پرست انسان نے پیش بھی کیا ہے تو اسے بھی ظاہری شریعت پر پیش کیا جائے گا پھر اس کے موافق ہونے کی صورت میں وہ معنی و مطلب اس آیت یا حدیث کے اسرار میں سے کوئی سر ہی ہے



جو کہ محض ایک اللہ کی طرف سے مزید انعام و اکرام ہے وہ بات کوئی واجبات شرعیہ یا ایسی باتوں میں سے نہیں جن کا علم حاصل کرنا ہمارے لیے ایمان ضروری ہے جب ان کا علم از روئے ایمان ہمارے اوپر لازم نہیں ہے تو پھر اس کے لیے تقلید کی کیا ضرورت؟ اس پر خوب غور و تعمق کے ساتھ توجہ دیں۔

اور اگر اس تقسیم کا مقصد یہ ہے جیسا کہ کچھ ملحد اور زندقہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن شریف کی ظاہری اور باطنی معنی و مطلب ہے یعنی جو حکم کسی آیت سے ظاہر طور پر معلوم ہو رہا ہو تو دوسری معنی و مطلب اس کے بالکل برعکس ہے جو کچھ چیدہ چیدہ بزرگوں اور ائمہ عظام کو معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً قرآنی حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ:

وَ لِنَارِقُ وَ لِنَارِقِةٌ فَطَلُّوا أَيْدِيَهُمَا (المائدة: ۳۸)

”چور مرد اور عورت کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔“

اب کوئی بے دین اور ملحد قسم کا آدمی یہ دعویٰ کرے کہ اس کا ظاہری مطلب تو یہی ہے لیکن اس کا باطنی مطلب دوسرا ہے، پھر وہ کوئی ایسا مطلب بیان کرے جو اس حکم ربانی کی صورت کو مسخ کر دے تو کیا وہ طلب قالب اعتبار ہوگا؟ کیا کوئی صاحب عقل و دانش ہوش و حواس کے صحیح سالم ہونے کی صورت میں ایسے اقدام پر جرات کر سکتا ہے؟ ہاں اگر اس معانی و مطالب کے لیے تقلید ضروری ہے تو یہ تقلید آپ ہی کو مبارک ہو اور پھر ایسی معانی و مطالب اسرار اور موزیباں کرنے والے جو ائمہ ہوتے ہیں وہ ائمہ الہدیٰ نہیں بلکہ قرآن کی اس آیت کے بمصداق:

وَجَعَلْنَا بَعْضَ أُمَّةٍ يَدْعُونَ إِلَى نَارٍ (القصص ۴۱)

”وہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہی کے عمیق گڑھے میں پھینکنے والے ہوں گے۔“

بہر حال اللہ تبارک و تعالیٰ ایسی تقلید اور ایسے مقلدین (بکسر اللام) اور مقلدین (بفتح اللام) سے ہر مسلمان کو محفوظ و مامون رکھے۔ اللہم آمین!

بالفرض:۔۔۔۔۔ اگر باطنی سے مراد استنباطی معنی اور استخراجی مسائل اور حکم و اسرار ہیں تو ان تک پہنچنے کے لیے علماء حق نے اصول و ضوابط کر دیئے ہیں جن کو عمل میں لا کر کتاب و سنت سے استنباط و استخراج کی لیاقت پیدا کی جاسکتی ہے لہذا ان کے لیے تقلید کو ضروری سمجھنا نادانی ہے۔ باقی اگر اس سے مراد ملحدین والا مطلب ہے تو اس کا حکم آپ خود معلوم کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس سے تقلید شخصی کے لیے دلیل نہیں پیش کی جاسکتی۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 60

محدث فتویٰ